انقلاب حسینی۔تطہیری واصلاحی عمل

مولانا ناظم علی خیرآبادی

اسلام نے طہارت ونظافت کی اہمیت، عظمت اور مرتبہ کو واضح کرتے ہوئے اسے جزوایمان قرار دیا ہے نیز طہارت کومستقل کتاب وعنوان قرار دیتے ہوئے روحانی اور جسمانی طہارت کے ذریعہ تکامل وارتقاء حیات مادی اور استحکام و استواری حیات اخروی کے اسباب ووسائل کوتفصیلی طور پر بیان کیا ہے ،طہارت ونظافت کے مقابلے میں نجاست اور کثافت ہے جس سے اجتناب کے لئے مسائل ورسائل کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے ،طہارت ونجاست ،نظافت وکثافت کا تعلق فرد واجتماع دونوں سے ہوسکتا ہے۔ انفرادی نجاست وکثافت جسمانی اور روحانی آلودگی کوختم کرنے اور اس سے [illegible]ط رہنے کے لئے کون ساطریقۂ کار اور روش عمل اختیار کرنا ہوگا پھرسماج ومعاشرہ کو پاک وصاف صالح اورمفید بنانے کے لئے کیسے انداز حیات کی پابندی کرنا ہوگی؟

اسلام نے نجاست وکثافت کی تحدید،تعیین وتبیین کی اور اس سے تحفیظ ،تبعید اورتنزیہ کے معقول وکارآمد ذرائع بھی فراہم کئے۔ بدنی نجاست کی توضیح وتشریح کرکے تحفظ کے لئے مطہرات کو بیان کیا اور روحانی کثافتوں کا تذکرہ کرکے محاسن اخلاق اور مکارم اعمال کو پیش کیا ، عام زبان میں طہارت، لغوی معنی کے لحاظ سے صرف پاکیزگی اور صاف ہونے کے مفہوم اداکرتی ہے لیکن شرعی اصطلاح میں طہارت یا تو وضوغسل اور تیمم کانام ہے یاطہور کا استعمال نیت کی شرط کے ساتھ ہے۔ دونوں میں فرق نیت کے وجود اورعدم کا ہے کہ لغوی طہارت میں قصد ونیت کا کوئی دخل نہیں ہے لیکن شرعی اور اصطلاحی طہارت میں ایسے مقامات بھی ہیں جہاں نیت کے بغیر طہارت کا تصورممکن نہیں ہے۔

اسلام خودمطہرات میں سے ہے کہ اگرمنکر خدا اسلام قبول کرلےتو وہ پاک ہو جاتاہے اسی طرح انقلاب بھی مطہرات میں سے ہے جس میں شیٔ کا اپنا نجس وجود اولیٰ خودکسی ذریعہ سے تبدیل ہوکر پاک وجود اختیار کرلیتا ہے جیسے شراب، سرکہ میں بدل جائے یا نجس لکڑی جل کر راکھ ہوجائے۔ اسی انداز پراگر انگور یا کھجور وغیرہ کارس جوش کھا کرنشہ آور بن جائے تو وہ نجس ہوجاتاہے۔اسے پاک کرنے کے لئے فقہائے اسلام نے حکم دیا ہے کہ جب اسے دو تہائی جلا دیا جائے یا خود جل کر

دوتہائی ختم ہوجائے تو وہ پاک ہوجائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انقلاب وہ چیز ہے جس کے ذریعہ نجاست ، کثافت اور آلودگی کو دور کیا جاتا ہے اور طہارت ونظافت کو حاصل کیا جاتا ہے ،نجاست وکثافت اگر فردتک محدود ہوتومحض تزکیۂ نفس اورتطہیر قلب کا عمل مفید ہوگا لیکن اگر اس کے مضر اثرات سے سماج اور معاشرہ فساد اورخرابی کی زد میں آ گیا ہوتو دوسرے اصلاحی اسلحوں کا استعمال کرنا ضروری ہوجاتا ہے اگرچہ یہ طے ہے کہ فرد کی خرابی کو دور نہ کیا گیا تو یہ متعدی مرض کی طرح پھیل کر سماج اور معاشرہ کے رخسار کو داغدار اور ظاہر وباطن کو مدقوق بنادیتا ہے۔ ایسے میں فساد وانگیز، ضرررساں اور مخرب معاشرہ چیز کو دورکرنا اس کے خلاف آواز بلند کرنا ،انقلاب کے تیشہ فرہادی سے اصلاح کی جوئے شیر نکال کر فطری اور جبلی لذت سے کام ودہن کو آشنا کرنا ہرصاحب عقل وہوش حسب قدرت وامکان اپنا فریضہ سمجھتا ہے۔

محققین مفکرین اور میدان دانش وبینش میں اشہب قلم کو رواں دواں رکھنے والوں نے انقلاب کو اعتبارات وعبارات کے حدود میں رکھتے ہوئے کئی حصوں میں تقسیم کیاہے جن میں بعض انقلاب میں نظام حکومت وافراد میں تبدیلی مقصود ہوتی ہے اوربعض میں نظام کے ساتھ مقاصد حکومت میں بھی تبدیلی کا عنصر شامل ہوتا ہے ، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ انقلاب کسی ایک طرز حکومت کے تسلیم کرنے والوں میں نا اہل کوتخت سے اتار کر دوسرے کو اس کی جگہ پر بٹھا دینا ہے۔بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ انقلاب کا مطلب ہے نیا نظام حکومت نافذ کرنا، ایک خیال یہ بھی ہے کہ ایک ہی طرح کے انسانوں کومختلف ناموں سے حاکم بنادیا جائے۔ جیسے شہنشاہ یا صدر جمہوریہ وغیرہ اسے انقلاب کہاجاتا ہے۔بعض لوگ فوجی انقلاب یا فوجی وسیاسی دونوں طرح کے انقلاب کے قائل ہیں لیکن اصلی اور واقعی انقلاب اسلامی دینی اور مذہبی ہوتاہے مگر ویسا مذہبی نہیں جس کا عام طور پر دنیامیں تصور ہے بلکہ اسلامی انقلاب یہ ہے کہ نا اہل حکمرانوں کے ہاتھوں سے اقتدار لے لیا جائے اور اسلام کی صحیح معرفت رکھنے والوں کے دست قدرت میں حکومت کی باگ ڈور دے دی جائے۔

اسلام اسی نوعیت کے انقلاب کو پسند کرتاہے جیسا کہ سرکارختمی مرتبت پیغمبرؐاسلام نے پیش کیا تھا وہ قانون الٰہی کے دائرہ میں رہتے ہوئے سماج اور معاشرہ کے تمام شعبہ ہائے حیات میں انقلاب کی دعوت یوں دیتا ہے کہ جہاں انقلاب آئے تو وہاں کے عقائد وافکار میں تبدیلی آئے، تہذیب وتمدن میں قرآنی احکام کی عکاسی ہو، حیات کی قدروں میں دینی انداز ہو، قول وفعل اورعمل

میں ہمہ گیر تبدیلی پیدا ہو اور ہمہ جہت انقلاب کی نمود ہو۔

اس آئینہ میں غور و فکر کرنے حالات ماضی کا مطالعہ کرتے وقت آواز انقلاب کے ماحول، حاکم رعایا وغیرہ کے حالات پر تحقیقی نگاہ ڈالنے کی ضرورت ہے تاکہ یہ فیصلہ کرنا آسان ہوجائے کہ حضرت امام حسینؑ نے جو انقلاب پیدا کیا وہ کس سبب کی بناپر اور کس ضرورت کے پیش نظر کیا اور اس میں کس حد تک امامؑ کامیاب رہے۔ اس سلسلے میں حاکم وقت اور اس کے پیدا کردہ ماحول وحالات کا پہچاننا بھی ضروری ہے نیز امامؑ کی انقلابی حکمت عملی کی معرفت بھی لازم ہے۔

حاکم وقت یزید:

یعنی اسلاف کی انسانیت سوز حرکتوں، اخلاق شکن کارستانیوں، خودسری، خواہش پرستی، چھوٹی عقل، کوتاہ فکری، تعقل وتدبر سے عاری، اقدار حیات کی پامالی، دینی فساد اور عملی بدکرداری کا معجون مرکب، وہ مسیحیت کا پروردہ جنگلی درندگی بہیمیت اور بربریت کا عادی، مادر پدر آزاد اور ہوس پرستی کا رسیا تھا، اسلام سے اس کا کسی طرح کا کوئی تعلق نہ تھا البتہ یہ ضرور ہے کہ دنیاداروں، زر پرستوں، حرص وہوس کے شکار افراد کی نگاہ میں حاکم مانا جارہا تھا۔ حاکم شام معاویہ بن ابوسفیان نے امام حسنؑ سے جو صلح کی تھی اس کے معاہدہ کی مخالفت کرتے ہوئے، کفروالحاد نفاق وعناد کے ثبوت میں اپنی دیرینہ آرزو اور سلسلۂ سابقین کی تمناؤں کی تکمیل یزید کی صورت میں دیکھی تو اسے مسلمانوں کی گردن پر ولی عہد بناکر لاددیا اور اس نے بربریت کا رقص عریاں اس طرح کیا کہ فطری انسانیت پناہ مانگنے لگی۔

علاّمہ بلاذری نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے۔

یزید کی تربیت مسیحیت کی تعلیمات کے مطابق ہوئی تھی یا اس میں عقلاً مسیحیت کا رجحان پایا جاتا تھا۔[1]

یزید کے کالے کرتوت، بدعقیدگی، بدکرداری کے تعلق سے امام حسینؑ کے اس خط کو پیش کیا جاسکتا ہے جو آپ نے معاویہ کو اس وقت تحریر فرمایا تھا جس میں یزید کی ولی عہدی اور حاکمیت کے مقابلہ میں امامؑ کا ردعمل بھی ہے۔

”جو کچھ تونے یزید کی لیاقت اور اسلامی امور کی تدبیر کی صلاحیت کے بارے میں

لکھا ہے وہ معلوم ہوگیا ہے معاویہ ! تو لوگوں کو یزید کے سلسلے میں فریب میں رکھنا چاہتا ہے تو ایسے شخص کا تعارف کرارہا ہے جو لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہے جسے لوگوں نے کبھی نہیں دیکھا ہے یا صرف تم اس کو جانتے ہو۔ یہ امر ایسا نہیں ہے یزید نے خود اپنے کو پہچنوایا ہے اور اپنا باطن کھول کر سامنے رکھد یا ہے۔ یزید کا تعارف اس طرح کرانا چاہئے کہ یزید کتوں اور کبوتروں سے بازی کرنے میں مشغول ہے۔ وہ ایک بوالہوس شخص ہے زیادہ وقت راگ ورنگ اور رقص وسرور کی محفلوں میں گزارتا ہے۔ اس طرح اس کا تعارف کراؤ اس کے علاوہ کوئی اور کوشش نہ کرو'۔

اسی خط میں امامؑ نے معاویہ کے کردار کی بھی عکاسی کی ہے، وہ لکھتے ہیں۔

اس امت پر تم نے جتنے جرائم کئے ہیں وہی کافی ہیں اب مزید بار گناہ اٹھا کر خدا کی بارگاہ میں جانے کی کوشش نہ کرو۔تم نے اس حد تک ظلم وانحراف سے کام لیا ہے کہ لوگوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا ہے۔ اب تمہارے اور موت کے درمیان چند لمحے باقی رہ گئے ہیں۔۲؎

نیز ولید کے دربار میں جب سوال بیعت ہوا اور امامؑ اپنا موقف واضح کرکے واپس ہونے لگے تو مروان کے گستاخانہ فریب آمیز جملے اور دریدہ دہن کے خیالات کے جواب میں امامؑ نے یزید کی بدکرداری کا اظہار فرمایا:

یزید ایک فاسق وفاجر شراب خور اور قاتل ہے جو علی الاعلان فسق وفجور کا ارتکاب کرتا ہے مجھ جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کرسکتا۔۳؎

یہ کچھ تھوڑا سا حال حاکم وقت یزید کا تھا جس کی بے دینی ،ستم وجور سے معمور زندگی کا تذکرہ کتابوں میں اس حد تک تفصیل سے ملتا ہے کہ ہر پڑھنے والا اس کے گھناؤنے کردار سے نفرت کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے بلکہ اس کے نام کو نہ صرف ننگ انسانیت وآدمیت بلکہ داخل دشنام قرار دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ'' اَلنَاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوکِھِم ''کے آئینہ میں رعایا کا حال بھی اس سے کم خراب نہیں تھا بلکہ دیگ سے زیادہ چمچے گرم تھے۔ ان کی دنیا طلبی ،زر پرستی اور دین بیزاری کا معمولی سا نقشہ اس واقعہ سے معلوم ہوجاتا ہے جو امام حسینؑ نے عمر سعد سے گفتگو کے دوران واضح کیا ہے۔

'' اے ابن سعد تجھ پر افسوس ہوتا ہے کیا تجھے خدا کا خوف نہیں ہے اور میرے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ ہے۔ تجھ کو معلوم ہے کہ میں کس کا بیٹا ہوں۔ اس قوم کو چھوڑ

کر میری طرف آجا تا کہ تو خدا کے نزدیک ہوجائے۔ ابن سعد کہتا ہے مجھے ڈر ہے کہ وہ میرے گھر کو تباہ وبرباد کردیں گے۔ امامؑ نے فرمایا میں تیرے لئے گھر بنادوں گا۔ عمر سعد نے کہا یہ لوگ میری جائداد پر قبضہ کرلیں گے۔ امامؑ نے فرمایا حجاز میں میرے پاس جو دولت ہے اس میں سے تجھے تیری جائداد سے بہتر دے دوں گا۔ ابن سعد نے کہا کہ میں اپنے بچوں کے بارے میں خوف میں مبتلا ہوں ظاہر ہے کہ جب ذہن ودماغ مال ودولت کی کثرت کے نشہ یا حرص وہوس کے غرور میں مبتلا ہوتو انسان قلبی مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے۔'' خَتَمَ اللّٰہُ عَلی قُلُوبِھِم وَعَلی سَمْعِھِم وَعَلی اَبْصَارِھِم غِشَاوۃٌ'' ۴؎ کا مصداق ہوجاتا ہے امامؑ نے فرمایا خدا کرے تیرا سر بستر خواب پر ہی کٹ جائے اور روز محشر تیرا گناہ نہ بخشا جائے۔ مجھے امید ہے کہ تو عراق کی گندم نہ کھا سکے گا۔ ابن سعد نے طنز کرتے ہوئے کہا گندم نہیں تو جو سہی'' ۵؎

ظاہر ہے جو سماج اور معاشرہ ایسے موذی مرض اور متعدی بیماری میں مبتلا ہواس کا علاج انقلاب واصلاح کے ذریعہ ہی کیا جاسکتا ہے۔ جس کا حاکم اپنی شرابخوری پر نازکرتا ہو، بدکاری پر اینٹھتا ہو، پرہیزگاری سے کوئی واسطہ نہ ہو، جس کے لئے صحابی رسولؐ عبد اللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ نے شہادت دی ہو کہ اس یزید کا کوئی مذہب نہیں ہے۔ وہ شراب پیتا ہے۔ طنبورہ بجاتا ہے نیز یہ کہ بنی امیہ کے نرم روخلیفہ عمر بن عبد العزیز نے اس شخص کو بیس تازیانوں کی سزادی جس نے اس کے سامنے یزید کو امیرالمومنین کے نام سے یاد کیا۔ ایسی صورت میں رعایا کے اندر سے بھی احساس ذلّت وخواری کا خاتمہ لازم تھا اور وہ تھوڑے سے مال ومتاع دنیا کے لئے دین ایمان انسانیت اورشرافت کو بیچ دینے میں کوئی عار وعیب نہیں سمجھے گا۔

انقلاب امام حسینؑ کا مقصد اصلاح:

انقلاب لانے والے ہی کوحق ہوتا ہے کہ وہ انقلاب کے ہدف کو بیان کرے، انقلاب کے بانی فرزند رسولؐ، امام وقت معصوم عصر حضرت امام حسینؑ تھے انہوں نے خود اپنی زبان سے اس ہدف ومقصد کو واضح طور پر اس طرح بیان کیا ہے۔ امامؑ اپنے بھائی محمد حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

□ میں کسی تفریح ہواوہوس، غرور وفساد وظلم کے لئے نہیں نکل رہاہوں میں اپنے جد رسول خدا

کی امت کی اصلاح چاہتا ہوں۔ میرا مقصد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ میں اپنے نانا اور بابا کی سیرت پر چلتے ہوئے امت کو اس سیرت پر چلانا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی اسے نہیں مانے گا تو میں صبر سے کام لوں گا یہاں تک کہ خدا میرے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ کردے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔۶؎

کتب مقاتل وتاریخ میں کسی مقام پر امام حسینؑ کی زبان مبارک سے مقصد کے بیان کرنے میں لفظ انقلاب کا استعمال نظر قاصر سے نہیں گزرا ہے البتہ یہ لفظ اب اتنا عام ہوگیا ہے کہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اسے استعمال کرنا اردو زبان میں درست ہے۔ اس کی ایک توجیہ یہ بھی کی جاسکتی ہے کہ انقلاب کے بغیر اصلاح نہیں ہوتی ہے اور اصلاح کی لفظ امامؑ نے اپنی وصیت میں بھی استعمال کی ہے اور دوسرے مقامات پر بھی استعمال کی ہے اور اصلاح کے حالات وتغیر وتبدل کا ذکر اپنے خطبوں میں بھی فرمایا ہے۔

امامؑ نے اس وصیت میں فرمایا ہے کہ میں تفریح کے لئے یا ہوا وہوس نفسانی کے لئے نہیں جارہا ہوں۔ ظاہر ہے کہ یہ مقاصد ایک عام انسان کے لئے جب اسلام برداشت نہیں کرتا تو ہادی ورہنما اور علمبردار حق وحقانیت امامؑ کے لئے کیسے برداشت کرے گا۔اور حق کا پیشوا بھی اس مقصد کے لئے اتنی بڑی قربانی کیوں دے گا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ظلم وفساد کے لئے بھی نہیں نکل رہا ہوں۔ امامؑ سے ظلم وفساد کا تصور بھی محال ہے۔ پھر یہ فرمایا کہ میں امت جد کی اصلاح چاہتا ہوں یعنی یہ امت جد خرافات میں کھوگئی ہے غلطیوں اور گناہوں میں ملوث ہے۔ احساس خطا اس کے درمیان سے ختم ہوگیا ہے دینی اقدار کو مٹا دیا گیا ہے اور جاہلیت کی طرف الٹے پیر لوٹ رہی ہے، پیغمبراسلام نے جو دین ودیانت کا ماحول اور مذہبی احکام کی پابندی کی فضا قائم کی تھی اس سے یہ لوگ بیگانہ ہوگئے ہیں۔ بعد رحلت مرسل اعظمؐ خود ساختہ مملوکیت اور سقیفہ ساز حکومت کی زیر سرپرستی جو حالات پیدا ہوئے تھے اس کی تصویر شاعر نے اس طرح پیش کی ہے۔

اہل دل سے کہہ رہی ہے یہ مورّخ کی زباں
بعد پیغمبرؐ ہوئی تھیں کس طرح سرگوشیاں
چھا گیا تھا ہر طرف کس طرح دولت کا دھواں
کیا دبے پاؤں چلے تھے سازشوں کے کارواں

اب بھی ان امواج میں ڈوبی ہوئی ہے کربلا

ہاں اسی کی ایک تاریخی کڑی ہے کربلا ۷؎

امام حسینؑ نے اس ماحول اور فضا کو واپس لانے اور امن وآشتی کی کیفیت پیدا کرنے کے لئے انقلاب مع اصلاح کا طریقۂ کار اپنایا۔ یہ اصلاح اس وقت تک ممکن نہ تھی جب تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کیا جائے اور یہ حق اس شخصیت کو ہوتا ہے۔ جو خود او امر و نواہی کو با قاعدہ پہچانتا ہو۔ امامؑ سے زیادہ اس کا جاننے والا کون ہوسکتا ہے اس کا اظہار آپ نے میدان کربلا میں قوم یزید کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا ''کیا میں نے کسی حلال محمد □ کو حرام اور حرام محمدؐ کو حلال کیا ہے تو مجمع بیک زبان کہہ رہا تھا آپ نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا ہے، یہ اقرار دلیل ہے کہ قوم یزید امام حسینؑ سے برسرپیکار ضرور تھی لیکن ان کے کردار وسیرت کی طہارت دشمن سے بھی خراج عقیدت حاصل کر رہی تھی۔

امامؑ نے یہ بھی فرمایا کہ'' میں اپنے جدّ پدر بزرگوار کی سیرت پر چلنا چاہتا ہوں اور اسی سیرت پر امّتِ رسولؐ کو بھی چلانا چاہتا ہوں۔'' پیغمبر اسلام □ کی بعثت کا مقصد اور ان کا انقلابی پیغام قرآن مجید نے اس طرح بیان کیا ہے'' وہ وہ خدا ہے جس نے مکہ والوں میں ایک رسولؐ کو بھیجا جو آیات الٰہی کی تلاوت کرتا ہے۔ تزکیۂ نفس اور کتاب وحکمت کی تعلیم کے ذریعہ اصلاح کرتا ہے جبکہ وہ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے یعنی جب گمراہی اپنے سرطانی پنجوں کو پھیلانے والا شیطانی فریب حیات کے رگ وریشہ کو اپنی لپیٹ میں لے لے تو الٰہی رہبر کا فریضہ ہوتا ہے کہ وہ انہیں گمراہی کے اندھیرے سے نکالے اور ہدایت واصلاح کی روشنی میں لائے اور یہ کام تلاوت کلام الٰہی تزکیہ نفوس اور کتاب وحکمت کی تعلیم سے ممکن ہے، چنانچہ امام حسینؑ نے ان تینوں ذرائع کو واقعہ کربلا میں استعمال کیا۔ اپنے خطبوں کے ذریعہ مختلف وقتوں میں کتاب الٰہی اور حکمت کی تعلیم دی۔ اپنے عمل وکردار سے لوگوں کا تزکیۂ نفس کیا۔حرجیسا یزیدی فوجی اپنے نفس کی گندگی کو نکال کر یزیدی لشکر کی غلاظت سے دور ہوکر طیب وطاہر الٰہی فوج میں شامل ہوگیا۔ نیز امامؑ نے تلاوت کلام الٰہی کے ذریعہ دین وضمیر کے جمود اور خمود کو توڑ کر بیداری کی نورانی فضا پیدا کی اس طرح سیرت جدو پدر پر چلتے ہوئے امت جد کی اصلاح کی راہ کو مستحکم کردیا۔

اس وصیت میں امامؑ نے یہ بھی فرمایا کہ جو مجھے حق کی خاطر قبول کرے گا تو خدا ہمیشہ سے

حق کا مددگار ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ امامؑ نے حق کی خاطر انقلاب واصلاح کی آواز بلند کی۔ اس کی راہ میں خود اور ساتھیوں کے ساتھ جہاد کیا اور قربان دیکر یقینی بنادیا کہ جو مالک حقیقی خدا حق کا مددگار ہوتا ہے وہی قربانیوں کو زندہ بھی رکھتا ہے۔ نیز یہ کہ جب خدا مددگار ہوگا تو اسے بہر حال کامیابی ملے گی۔

حق پوشی، حق کشی، باطل پرستی اور باطل نوازی کا جوطوفان سرد بعد حیات مرسل اعظم بلند ہوا تھااور جس کی داغ بیل سقیفہ میں رکھی گئی تھی۔ وہ کربلا تک آتے آتے یزید کی شکل وصورت اختیار کرگیا تھا۔جس کے لئے بند باندھنا اور انقلاب واصلاح کی حکمت عملی سے رکاوٹ پیدا کرنا لازمی تھا ورنہ خدا کا بھیجا ہوا، نبیؐ کا پہونچایا ہوا اور علیؑ کا بچایا ہوااسلام نیست ونابود ہوجاتا ہے اسے حیات دوام امام حسینؑ کے انقلابی اور اصلاحی عمل نے عطا کردی۔

امام حسینؑ بیعت یزید سے انکار کرنے میں بھی سیرت جدوپدر پر گامزن تھے اور اس کا اقرار دشمن کی زبان سے لیا ہے۔طبری نے نقل کیا ہے کہ'' حسینؑ یزید کی بیعت کبھی نہ کریں گے کیونکہ ان کے پہلو میں ان کے باپ کا نفس ہے۔ اس انداز پر امامؑ نے اپنی سیرت و کردار کی حفاظت کے ساتھ جد واب کی سیرت کا بھی تحفظ کیا ہے۔''

امام حسینؑ نے مقصدِ جہاد وانقلاب کولشکرِحُر سے یوں بیان فرمایا ہےجس میں فوج یزید اوراس کےعزائم کا بھی پتہ دیا ہےلوگو! رسول اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا ہے کہ'' اگرکسی ظالم حکمراں کو اس حال میں دیکھو کہ وہ محرمات الٰہی کو حلال کرتا ہے ،اللہ کے عہد کوتوڑتا ہے ،سنت رسولؐ کی مخالفت کرتاہے اور اللہ کے بندوں پر زیادتی کرتاہےتو ان حالات میں اپنی آواز یاعمل کے ذریعہ جو اس کو نہ روکےتو وہ اسی ظالم کی طرح مستحق عذاب ہے۔لوگو! ان (بنی امیہ) لوگوں نے شیطان کی اطاعت کی، رحمان کی نافرمانی کی، فساد اور فتنہ میں پڑگئے ،اسلامی حدود وتعزیرات کومعطل کیا، بیت المال کو اپنے قبضہ میں لے لیا اورحرام الٰہی کو حلال اور حلال کوحرام کردیا، اسلامی حکومت کی سربراہی کے لئے میں ایسے لوگوں سے زیادہ سزاوار ہوں اور میرے پاس تمہارے خطوط اور بیعت کا پیغام تمہارے نمائندے لائے ہیں اورتم نے یہ عہد کیا ہے کہ مجھ سے ہاتھ نہیں اٹھاؤ گے، عہد نہیں توڑو گے، اگرتم نے اس کو پورا کیا تو ہدایت پاؤ گے کیونکہ میں حسین ابن علیؑ ہوں رسول خدا ﷺ کی بیٹی فاطمہؑ کا فرزند ہوں، میں تمہارے دکھ درد میں شریک رہوں گا اور میرے اہلبیتؑ تمہارے بال بچوں کے ساتھ

شریک رہیں گے۔ اگر تم نے بیعت شکنی کی تو مجھے اپنی زندگی کی قسم یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ تم نے میرے پدر بزرگوار، میرے بھائی اور میرے ابن عم مسلم بن عقیل کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اس شخص نے دھوکہ کھایا جس نے تمہارے وعدوں پر اعتبار کیا۔ تم نے خود کو بدبخت بنالیا ہے۔ تمہاری تقدیر ہی بری ہے جو عہد شکنی کرتا ہے اس کی سزا خود بھگتنا پڑتی ہے۔'' ۸؎

خلاصہ کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر تمام تاریخی بیانات کو یکجا کر کے تنقید، تنقیح وتحلیل وتجزیہ کردیا جائے تو انقلاب امام حسینؑ کے اسباب کو حکومت وقت کے انحراف، دینی اقدار کی پامالی، انسانیت سوزی، عوامی استحصال، اخلاقی گراوٹ، جرائم وجنایات کی فراوانی ماناجاسکتا ہے۔ جن سے معاشرہ کے افراد پریشان ہوکر ختم کرنا چاہتے تھے لیکن اس کیلئے ایثار وقربانی کی ضرورت تھی جس کیلئے آمادہ ہونا سب کے بس میں نہ تھا۔ مگر امام حسینؑ نے ہر طرح کی قربانی دیکر انقلاب برپا کیا اور اس میں اس حد تک کامیابی حاصل کی کہ آج تک ہر سچے اور صحیح انقلاب کے پیچھے کربلا کا واقعہ ہی ہوتا ہے اسی سے سبق حاصل کیا جاتا ہے۔ ائمہ معصومینؑ نے امام حسینؑ کی کامیابی کا اعلان دعاؤں اور زیارتوں میں فرمایا ہے۔

امام حسینؑ کا اصلاحی انقلاب کامیاب رہا:

ائمہ معصومینؑ نے جو زیارتیں سید الشہداء امام حسینؑ کی پڑھی ہیں جنہیں علماء ومحدثین نے نقل کیا ہے ان سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ امامؑ انقلاب کے تطہیری اور اصلاحی عمل میں مکمل طور پر کامیاب رہے فوجی اسلامی اصول وقوانین کا تحفظ کر کے رائج ونافذ کرنا چاہتے تھے۔ انہیں قائم ودائم بنادیا، مسجدوں سے آواز اذان کا بلند ہونا، نمازوں کی پابندی، اصول وفروع کا مداح کامیابی کی دلیل ہے۔ کامیابی تو دراصل مقصد کی کامیابی ہوتی ہے چاہے اس کی راہ میں بہت کچھ کھونا پڑے۔

زیارات میں کامیابی کا تذکرہ اس طرح آیا ہے۔

۱۔ شیخ عباس قمی نے سیر بن طاؤس کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مصباح الزائرین میں ایک زیارت کے ضمن میں امامؑ کی فتحیابی کا اعلان اس طرح فرمایا ہے۔

''پروردگار رحمت نازل فرما۔ میرے مولا اور سردار پر، انہوں نے تیری اطاعت پر عمل کیا، تیری معصیت سے روکا، تیری رضامندی حاصل کی۔۔۔ وہ بندوں کو تیری طرف دعوت دیتے ہیں، ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ وہ تیرے روبرو کھڑے رہے۔ ظلم کی دیوار کو درشتگی سے گراتے رہے۔ کتاب

کے ذریعہ سنت کا احیاء کرتے رہے۔ تیری راہ میں منافقین وکفار سے جہاد کرتے رہے۔'' ۹؎

۲۔اسی کتاب کے ص۴۲۱ پر درج ہے۔

''سلام آپ پر اے ابوعبد اللہ۔ میں گواہی دیتاہوں کہ آپ نے نماز قائم کی، زکوٰۃ دی۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا اور اپنے رب کی سبیل کی جانب حکمت اور موعظۂ حسنہ کے ذریعہ دعوت دی۔''

۳۔نیزص ۴۳۷ پر یوں تحریر ہے۔

''میں گواہی دیتاہوں کہ آپ نے قسط وعدل کا حکم دیا اور اس کی جانب دعوت دی۔آپ صادق وصدیق ہیں۔ اپنی دعوت میں آپ زمین میں اللہ کا انتقام ہیں۔''

۴۔مذکورہ کتاب کے ص۴۴۰ پر درج ہے۔

''میں گواہی دیتاہوں کہ آپ کو قتل کیا گیا موت نہیں آئی بلکہ آپ کی حیات کی امید میں شیعوں کے قلوب زندہ ہیں اور آپ کے نور کی ضیاء سے ہدایت حاصل کررہے ہیں۔''

۵۔ص۴۴۵ پر یوں درج ہے۔

''میں گواہی دیتاہوں کہ آپ دین کا ستون، مسلمانوں کے رکن مومنین کی پناہ گاہ ہیں۔ میں گواہی دیتاہوں کہ آپ نے اپنا خون راہ خدا میں دیدیا یہاں تک کہ بندوں کو جہالت کے اندھیرے اور گمراہی کی حیرانی سے نجات دلائی۔''

حوالے:

۱۔انسانیت الاشراف، بلاذری ۴/قسم دوم/۱، تاریخ العرب ۲/ ۲۵۸، سمو المعنی فی سمو الذات ،ص۵۹

۲۔الدامۃ والسیاسۃ ،ابن تقیبہ دینوری، ج ۱،ص۱۹۵، ۱۹۶

۳۔اعیان الشیعہ ، ج ۴/حصہ اوّل / ۱۸۳، ۱۸۴

۴۔سورۂ بقرہ، آیت ۷

۵۔طبری، ۴/ ۳۰۹، ۳۱۰

۶۔مقتل العوالم،ص ۵۴، لہوف،ص ۳۴، مقتل نوارزی،ص ۲۲۵، منتہی الآمال، قمی ، ج ۱

۷۔جوش ملیح آبادی

۸۔الطبری، ج ۴/ ۳۰۴، الکامل، ۳/ ۲۸۰ ، اعیان الشیعہ ، ۴/ ۲۲۸

۹۔مفاتیح الجنان ،ص ۴۱۲، مطبوعہ نظامی پریس لکھنؤ